حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

مسئلہ ختمِ نبوّت پر ایک محققانہ نظر

ختم نبوّت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک و مشتبہ نہیں ہا اور نہ اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی لیکن برصغیر پاک و ہند میں انگریزی حکومت نے اپنے مفاد اور تاریخی اسلام دشمنی کی تکمیل کے لئے اسلام کے اس مرکزی عقیدہ پر ضرب لگانا ضروری سمجھا۔ تاکہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کیا جائے۔ اس سازش کی تکمیل کے لئے انگریزوں کو پنجاب کے ضلع گورداسپور سے ایک ایسا شخص ہاتھ آیا جو اس مقصد کی تکمیل کے لئے موزوں تھا۔ اس نے انگریزوں کی حمایت کے تحت اپنی امت بنائی اور نئی نبوّت کی بنیاد ڈالی، اور بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں کے بنیادی مقصد تین ہیں:

۱۔ اپنی شخصیّت اور دعاوی پر زور دینا۔
۲۔ تحریفاتِ قرآن کو معارف بتلانا۔
۳۔ مسلمانوں کی دشمنی اور انگریزوں کی دوستی پر زور صرف کرنا۔

یہی اسکی ساری کارروائی کا خلاصہ ہے۔ بقول اقبال مرحوم۔ ؎

سلطنتِ اغیار را رحمت شمرد رقصہائے گردِ کلیسا کرد و مرد

اس لئے ناواقف مسلمانوں کے ایمان بچانے کے لئے ضروری ہوا کہ ختم نبوّت پر کچھ عرض کریں۔ اسلام کو ایک عمارت سمجھو اور اہم عمارت کے تین نقشے ہوتے ہیں۔ جن کو انجنیئر مرتب کرتا ہے۔

۱۔ ذہنی و فکری نقشہ ۲۔ تحریری و کتابی نقشہ ۳۔ خارجی نقشہ

اسلام عقائد، اخلاق و عبادات کی ایک عمارت تھی جسکا پورا نقشہ علم الٰہی میں منضبط تھا۔ پھر اس نقشہ کو کتاب و سنّت میں منضبط کیا گیا۔ جو عمارت اسلام کی گویا تحریری شکل تھی۔ پھر مسلمانوں کا تقریباً چودہ سو سال کا مسلسل عمل اس نقشہ اور عمارتِ اسلام کا خارجی وجود تھا۔ یہ تینوں وجود باہمی متفق ہوتے آئے

ہیں۔ اللہ کے علم میں اسلام کی جو حقیقت تھی وہ ہی قرآن و حدیث میں نمودار ہوئی، اور قرآن و حدیث میں اسلام کی جو حقیقت تھی وہی مسلمانوں کے ذہن و فکر میں متواتر نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی گئی۔ اسلام کے بنیادی امور میں مسلمانوں نے اختلاف نہیں کیا۔ اگرچہ دیگر امور میں اختلاف رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بہت فرقے پیدا ہوئے لیکن آج تک انہوں نے ختم نبوت کی بنیادی حقیقت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں کیا۔ البتہ اسلام اور اسلام کے سرچشموں یعنی کتاب و سنت سے الگ ہو کر انکار کیا جا سکتا تھا۔ اور کیا گیا۔ اب ہم اس مسئلہ پر دو پہلوؤں سے بحث کریں گے۔

۱۔ نقل ۲۔ عقل

نقل میں تین امور زیر بحث آئیں گے۔ ۱۔ کتاب یعنی قرآن اور ختم نبوت

۲۔ حدیث اور ختم نبوت۔ ۳۔ اجماع اور ختم نبوت

اس کے بعد ختم نبوت کے عقلی پہلو کو بیان کریں گے۔

۱۔ قرآن اور ختم نبوت | قرآن حکیم کی ایک سو سے زائد آیات میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا گیا ہے۔ ہم نظر بہ اختصار چند آیات کا انتخاب کرتے ہیں۔ پہلی آیت ختم نبوت ہے جو سورۂ احزاب میں ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ یہ آیت بالخصوص ختم نبوت پر دال ہے۔ ترجمہ یہ ہے: محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مُہر سب نبیوں پر۔ یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر مُہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ بس جن کو ملنی تھی مل چکی اس لئے آپ کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا حضرت مسیح علیہ السلام بھی آخری زمانے میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے جیسے تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ اور اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یعنی یہ بھی جانتا ہے۔ کہ زمانہ ختم نبوت اور محل ختم نبوت کونسا ہے۔ خاتم تار کے کسرہ کے ساتھ اکثر قرار کی قرارت ہے اور فتح تار کے ساتھ حسن و عاصم کی قرارت ہے۔ پہلی قرارت کے بموجب خاتم النبیین کا معنی سب نبیوں کو ختم کرنے والا اور فتح والی قرارت کا معنی سب نبیوں پر مُہر۔ دونوں قراتوں کا مطلب ایک ہے وہ یہ کہ آپؐ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد عطاء نبوت کا دروازہ بند ہے۔ کیونکہ مُہر کا معنی بندش نبوت۔ بیان کرنے کا ایک بلیغ پیرایہ ہے جس پر خود قرآن، سنت، لغت عربیہ متفق ہیں۔ قرآن نے ان کافروں کے

متعلق جن کے نصیب میں ایمان نہیں تھا، ان کے حق میں بندش ایمان کو بلفظ مہر بیان کیا۔ فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ	یقیناً کچھ خاص لوگ ایسے کافر ہیں کہ خواہ تو
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ	ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں۔ لائیں گے
لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى	کیونکہ مہر لگ چکی ہے ان کے دلوں اور
قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۔ ط	کانوں پر۔ (البقرہ: ۶-۷)

اگر مہر کی تعبیر سے یہاں ایمان کا دروازہ بند ہوا تو آیت خاتم النبیین میں نبوت کا دروازہ بند ہونا ضروری ہے۔ صاحب قرآن نے خود آیت کی تفسیر کی ہے۔ مسلم میں ابوہریرہ اور ابوداؤد و ترمذی میں ثوبان سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت سے قبل دجالون، کذابون نبوت کا دعوی کریں گے۔ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ یہی الفاظ حذیفہ سے طبرانی و احمد نے مرفوعاً نقل کئے ہیں۔ بخاری و مسلم میں بروایۃ ابوہریرۃ نبوت کو ایک ایسے گھر سے تشبیہ دی ہے جس کی تعمیر میں ہر نبی کی نبوت بطور ایک خشت کے لگ گئی۔ اور تکمیل عمارت میں صرف ایک خشت کی جگہ خالی تھی۔ حضورؐ فرماتے ہیں: فَاَنَا هٰذِهِ اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔ ابوہریرۃ سے مرفوعاً حضورؐ کی چھ خصوصیات ذکر ہیں۔ ان میں چھٹی خصوصیت وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔ یعنی مجھ پر پیغمبری کا سلسلہ ختم ہوا (رواہ مسلم فی الفضائل)

ابن ماجہ نے باب فتنۃ الدجال میں ابوامامۃ سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے۔ وَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ۔ یعنی میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ اسی طرح صحیحین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کو یہ فرمانا کہ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ یعنی تیرا تعلق مجھ سے وہ ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ بجز اس کے کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح صحیحین کی یہ روایت کہ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ کہ نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی بجز سچے خوابوں کے۔

آیت ختم کے متعلق خود مرزا کا ازالہ اوہام ص ۶۱۴، ص ۲۵۲ میں بیان ہے۔ لکھتے ہیں: مگر وہ رسول ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا۔ حمامۃ البشری ص ۲۴ میں لکھتے ہیں: اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰى نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَ نَبِيُّنَا فِيْ قَوْلِهٖ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بِبَيَانٍ وَاضِحٍ لِلطَّالِبِيْنَ۔ ایام الصلح ص ۴۶ میں لکھتے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی

کے ساتھ فرمائی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے۔ حدیث لانبی بعدی میں لانفی عام ہے۔ کتاب البریت ص۱۸۱ پر لکھتے ہیں۔ آنحضرت نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ولکن رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ سے بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ تریاق القلوب ص۱۹ میں لکھتے ہیں ؎

ہر نبوت را بروشد اختتام ۔ رہ ہست او خیر الرسل خیر الانام

ان تصریحات کے بعد اس امر میں کیا کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ آیت مذکورہ ختم نبوۃ میں قطعی الثبوت ہونے کے علاوہ قطعی الدلالت بھی ہے۔

لفظ خاتم النبیین اور لغت عرب ۱۔ روح المعانی میں ہے کہ خاتم ما یختم بہ کو کہا جاتا ہے جیسے طَابِعٌ مَا یُطْبَعُ بِہٖ کو کہا جاتا ہے۔ فَمَنْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ الَّذِیْ خُتِمَ النَّبِیُّوْنَ بِہٖ وما لہ آخِرُ النَّبِیِّیْنَ۔

۲۔ مفردات راغب میں ہے۔ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لِاَنَّہٗ خَتَمَ النبوۃ

۳۔ وَفِی الْمُحْکَمِ لِابْنِ سِیْدَۃَ وَخَاتِمُ کُلِّ شَیْءٍ وَخَاتِمَتُہٗ عَاقِبَتُہٗ وَاٰخِرُہٗ

۴۔ وَفِی التَّہْذِیْبِ لِلْاَزْہَرِیِّ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اَیْ اٰخِرُہُمْ۔

۵۔ وَفِیْ لِسَانِ الْعَرَبِ وَخَاتِمُہُمْ وَخَاتَمُہُمْ اٰخِرُہُمْ۔

۶۔ وَفِیْ تَاجِ الْعُرُوْسِ الْخَاتَمُ بِالْفَتْحِ وَالْکَسْرِ مِنْ اَسْمَائِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ الَّذِیْ خُتِمَ النُّبُوَّۃُ بِمَجِیْئِہٖ۔

۷۔ وَفِیْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ وَخَاتَمٌ بِالْفَتْحِ بِمَعْنَی الطَّابَعِ اَیْ شَیْءٍ یَدُلُّ عَلٰی اِنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ۔

۸۔ وَفِی الْقَامُوْسِ الْخَاتَمُ اٰخِرُ الْقَوْمِ کَالْخَاتِمِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اَیْ اٰخِرُہُمْ۔

۹۔ وَفِی الصِّحَاحِ وَخَاتِمٌ بِکَسْرِ التَّاءِ وَفَتْحِہَا کُلُّہٗ بِمَعْنًی وَالْجَمْعُ الْخَوَاتِمُ وَخَاتِمَۃُ الشَّیْءِ اٰخِرُہٗ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ۔

۱۰۔ وَفِیْ کُلِّیَّاتِ اَبِی الْبَقَاءِ وَتَسْمِیَۃُ نَبِیِّنَا خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ لِاَنَّ خَاتَمَ الْقَوْمِ اٰخِرُ الْقَوْمِ ثُمَّ قَالَ وَنَفْیُ الْاَعَمِّ یَسْتَلْزِمُ نَفْیَ الْاَخَصِّ۔

لفظ خاتم النبیّین و مفسرین کرام | قرآن حکیم کی جس قدر تفاسیر عہد صحابہ سے لے کر عہد مرزا تک لکھی گئی ہیں۔ یا بعد عہد مرزا یا قرآن کے جس قدر تراجم کئے گئے ہیں سب نے خاتم النبیّین کی تفسیر و تشریح یہ کی ہے کہ حضور کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی لیکن جس گورداسپوری کو نبی بننے کی سوجھی صرف اس نے وہ بھی اول میں نہیں بلکہ آخر میں اپنا عقیدہ دربارۂ ختم نبوت اور اپنی تشریح ختم نبوت کو بدل ڈالا تاکہ نبی بننے کی گنجائش نکل آئے جس سے اس کو خلاف امید کامیابی ہوئی، اس کا اپنا بیان ہے کہ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ مسلمان اس چیز کو قبول کریں گے۔ کہ نبوت جاری ہے، لیکن انگریزی تعلیم اور انگریزی حکومت کی حمایت اور زوال فہم و عظمت دین نے ناشدنی کو شدنی بنایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہاں تک کہ اس مصنوعی نبوت نے ایک کامیاب اور نفع بخش فیکٹری کی شکل اختیار کی اور مرتد سازی کا نام تبلیغ اسلام رکھ کر اس فیکٹری کی آمدنی میں خوب اضافہ کیا گیا۔ دوسری طرف اس نبوت کے ماننے والوں پر عہدوں اور تنخواہوں کی بارش ہونے لگی جس نے انہیں یہ احساس دلایا کہ یہ سب کچھ اس خودساختہ نبوت پر ایمان لانے کی برکت ہے یا بالفاظ دیگر مرزا کا معجزہ ہے جس سے مسلمانوں کی اکثریت محروم ہے۔ اگر حالات اور ہماری غفلت کی رفتار یہی رہی تو عجب نہیں کہ مسلمانوں کو ایک اور اسرائیل سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن اس وقت کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی ؎

کشورے محکم اساسے بایدت — دیدۂ مردم شناسے بایدت
مرشد رومی حکیم پاک زاد — سرِ مرگ و زندگی برما کشاد
ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود — زانکہ بر جندل گماں بردند عود

(اقبالؒ)

۱۔ امام المفسرین ابن جریر الطبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَلٰكِنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ وَبِنَحْوِ الَّذِيْ قُلْنَا قَالَ اَهْلُ التَّاوِيْلِ۔ (ج ۲۲ ص ۱۱)

یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیّین جس نے نبوت کو ختم کیا اور اس پر مہر لگادی پس وہ آپ کے بعد کسی کیلئے نہ کھولی جائیگی قیامت کے قائم ہونے تک اور یہی ائمہ تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا۔

۲۔ حضرت علی بن حسین سے ابن جریر نقل فرماتے ہیں:

بِكَسْرِ التَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ بِمَعْنٰى

خاتم النبیّین بکسر التاء اس معنی میں کہ آپ نے

إِنَّهُ خَتَمَ النَّبِيِّينَ إِلَى قَوْلِهِ وَقُرِءَ ذَالِكَ فِيمَا يُذْكَرُ الْحَسَنُ وَالْعَاصِمُ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنَىٰ إِنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ۔ (ج ۲۲ ص۱۱)	تمام انبیاء کو ختم کر دیا اور جیسا کہ منقول ہے قراء میں سے حسن اور عاصم نے اس کو بفتح التاء پڑھا ہے اس معنی میں کہ آپ آخر النبی ہیں۔

۳۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے :

فَهٰذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي إِنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِذَا كَانَ لَانَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ بِالطَّرِيقِ الْأَوْلَىٰ لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ أَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ كُلَّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا يَنْعَكِسُ وَبِذَالِكَ وَرَدَتِ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ۔ (ابن کثیر ج ۸ ص۸۹)	یہ آیت نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا جب کوئی نبی نہ ہو تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا کیونکہ رسالت نبوۃ سے خاص ہے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ اس پر رسول اللہ کی احادیث متواترہ وارد ہوئی جو صحابہ کی بڑی جماعت نے آپ سے نقل کی ہے۔

آگے لکھتے ہیں :

لِيَعْلَمُوا أَنَّ مَنْ كُلَّ مَنِ ادَّعَىٰ هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهُ فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّاكٌ دَجَّالٌ۔ (ج ۸ ص۹۱)	تاکہ امت جان لے تاکہ آپ کے بعد ہر وہ شخص جو اس مقام کا (نبوّت) کا دعوی کرے وہ جھوٹا افتراء پرداز اور دجّال ہے۔

۴۔ تفسیر کشاف میں ہے :

خَاتَمُ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنَى الطَّابَعِ وَبِكَسْرِهَا بِمَعْنَى الطَّابِعِ وَفَاعِلُ الْخَتْمِ وَتَقْوِيَةُ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ يَكُونُ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَعِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ آخِرَ الزَّمَانِ قُلْتُ	خاتم بفتح التاء بمعنی الہ مہر و بکسر التاء بمعنی مہر کرنے والا۔ اور اس معنی کی تقویت کرتی ہے ابن مسعود کی قرات، ولکن نبیا ختم النبیین۔ اگر آپ یہ کہیں کہ آپ خاتم الانبیاء کس طرح ہو سکتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام آخر زمان میں آسمان سے اتریں گے۔ جواب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص

مَعْنٰی کَوْنِہٖ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَنَّہٗ لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَعِیْسٰی مِمَّنْ نُبِّیَٔ قَبْلَہٗ۔

نبی نہ بنایا جائے گا۔ اور عیسیٰؑ ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔

۵۔ تفسیر روح المعانی میں ہے:

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِیِّ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنَ الرَّسُوْلِ فَیَلْزَمُ مِنْ کَوْنِہٖ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ کَوْنُہٗ خَاتَمَ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْمُرَادُ بِکَوْنِہٖ خَاتَمَهُمْ اِنْقِطَاعُ حُدُوْثِ وَصْفِ النُّبُوَّةِ فِیْ اَحَدٍ مِنَ الثَّقَلَیْنِ بَعْدَ تَحَلِّیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِهَا فِیْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ وَلَا یَقْلَحُ فِیْ ذٰلِكَ مَا اَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّةُ وَاشْتَهَرَتْ فِیْہِ الْاَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِیِّ وَنَطَقَ بِہِ الْکِتَابُ عَلٰی قَوْلٍ وَّوَجَبَ الْاِیْمَانُ وَاُکْفِرَ مُنْکِرُهٗ کَالْفَلَاسِفَةِ مِنْ نُزُوْلِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اٰخِرَ الزَّمَانِ لِاَنَّہٗ کَانَ نَبِیًّا قَبْلَ تَحَلِّیْ نَبِیِّنَا بِالنُّبُوَّةِ فِیْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ۔

آنحضرتؐ کے خاتم النبیینؐ ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم میں وصفِ نبوت سے متصف ہونے کے بعد نبوت کا پیدا ہونا منقطع ہوگیا اور ختم نبوت اس عقیدہ سے معارض نہیں جس پر امت نے اجماع کیا اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی اور شاید درجۂ تواتر معنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر قرآن نے تصریح کی ہے اور جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا یعنی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصفِ نبوت سے متصف ہونے سے پہلے وصفِ نبوت سے متصف ہو چکے تھے۔

۶۔ تفسیر مدارک میں ہے:

خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ بِفَتْحِ التَّاءِ عَاصِمٌ بِمَعْنَی الطَّابِعِ اَیْ اٰخِرُهُمْ اَیْ لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَعِیْسٰی

عاصم کی قراءت میں بفتح التاء بمعنی الطابع جس سے مراد آخر ہے اور عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے اور عاصم کے

مِمَّنْ نَبِيٌّ قَبْلَهُ وَغَيْرُهُ بِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنَى الطَّابِعِ وَفَاعِلِ الْخَتْمِ وَتَقْوِيَةُ قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

بغیر سب قراء کے نزدیک بکسر التاء بمعنی مہر کرنیوالا اور ختم کرنیوالا جس کی ابن مسعود کی قرارت تائید کرتی ہے۔

۷۔ زرقانی شرح مواہب میں ہے: خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَیْ آخِرُهُمْ۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں (ج: ۵ ص ۲۶۷)۔ یہی معنی تفسیر بحر المحیط ج، ص ۲۳۶ اور ابوالسعود برحاشیہ تفسیر کبیر ج ص ۶۵۸ میں لکھا ہے۔

۸۔ شفاء قاضی عیاض تفسیر آیت خاتم النبیین میں لکھتے ہیں۔ (طبع بریلی ص ۳۶۲)

مَنِ ادَّعَى مِنْهُمْ اَنَّهُ يُوْحَى اِلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ اِلَى اَنْ قَالَ فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُكَذِّبُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ اَخْبَرَ اَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰهِ اَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّهُ اُرْسِلَ اِلَى كَافَّةِ النَّاسِ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَاَنَّ مَفْهُوْمَهُ الْمُرَادُ بِهِ دُوْنَ تَاْوِيْلٍ وَّلَا تَخْصِيْصٍ فَلَا شَكَّ فِيْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ قَطْعًا اِجْمَاعًا وَّسَمْعًا۔

جو وحی کا دعویٰ کرے اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو یہ سب گروہ کفار ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے، جس نے خبر دی کہ وہ آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور وہ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں، اور آپ کے ظاہری معنی پر بلا تاویل و تخصیص محمول ہونے پر اُمت متفق ہے تو اس کے خلاف معنی اختیار کرنے کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

۹۔ غزالی لکھتے ہیں۔

اِنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ تَاْوِيْلٌ وَّلَا تَخْصِيْصٌ وَّمَنْ اَوَّلَهُ بِتَخْصِيْصٍ فَكَلَامُهُ مِنْ اَنْوَاعِ الْهَذَيَانِ

اس آیت میں تاویل و تخصیص نہیں۔ جو ایسا کرے وہ بکواس کرتا ہے، جو اس کو حکم کفر سے

باقی ص ۹۲ پر